❁❁❁ تقریر ❁❁❁

تقریر بابت ایمان
وقت 5-7 منٹ

ایمان کی ستّر شاخوں میں سے کچھ کا تذکرہ

(تقریر نمبر10)

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔

قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ؕ ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا يَصْنَعُوْنَ (النور:31) کہ تُو ایمان والوں کو کہہ دے کہ وہ اپنی نگاہوں کو نیچا رکھیں اور اپنے سوراخوں کی حفاظت کریں۔یہ وہ عمل ہے جس سے ان کے نفوس کا تزکیہ ہو گا۔

کبھی نصرت نہیں ملتی درِ مولیٰ سے گندوں کو
کبھی ضائع نہیں کرتا وہ اپنے نیک بندوں کو
وُہی اُس کے مُقرَّب ہیں جو اپنا آپ کھوتے ہیں
نہیں راہ اُس کی عالی بارگہ تک خود پسندوں کو
یہی تدبیر ہے پیارو کہ مانگو اُس سے قربت کو
اُسی کے ہاتھ کو ڈھونڈو جلاؤ سب کمندوں کو

(درثمین)

سامعین! آج کل ہم اپنی تقاریر میں ایمان کی ستّر سے زائد شاخوں کا ذکر کر رہے ہیں۔ آج ہم کچھ اُن شاخوں کے بارے میں بات کریں گے جن کا تعلق **اخلاق سے ہے جیسے کہ** حیا، مہمان نوازی، عفّت و پاکدامنی۔

حیا

سامعین! اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ

قُلْ اِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّیَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ (الاعراف:34)

یعنی تو کہہ دے کہ میرے ربّ نے محض بے حیائی کی باتوں کو حرام قرار دیا ہے وہ بھی جو اس میں سے ظاہر ہو اور وہ بھی جو پوشیدہ ہو۔

حیا اُن صفات میں سے ہے جن کی وجہ سے انسان کے کردار میں خوبصورتی پیدا ہوتی ہے اور باحیا انسان دوسروں کی نظر میں بھی ایک اچھا انسان ہوتا ہے اور خدا کے یہاں بھی اس کا شمار اس کے پسندیدہ بندوں میں ہوتا ہے۔ حیا انسان کے ہر کام میں خوبصورتی پیدا کر دیتی ہے اور بے حیائی اُس کو بد نما بنا دیتی ہے۔ حیا میں ہی زندگی ہے اور اسی سے انسان کا دل زندہ رہتا ہے۔ اور بے حیائی انسان کی روح اور قلب کے مُردہ ہو جانے کا سبب بنتی ہے۔ اسی بات کو حضرت عمرؓ نے ان الفاظ میں ذکر کیا ہے کہ جس میں حیا کا فقدان ہو گا اس میں تقویٰ کی کمی ہو گی اور جس میں تقویٰ کی کمی ہو گی اس کا دل مُردہ ہو گا۔

(شعب الایمان:4994)

اللہ کی ناراضگی کے خوف اور اس سے حیا کرنے کے باعث انسان گناہوں سے اپنے آپ کو بچاتا ہے۔

آنحضرتؐ نے فرمایا:

اَلْحَیَاءُ مِنَ الاِیْمَانِ

یعنی حیا ایمان کا حصہ ہے۔

(صحیح مسلم حدیث نمبر 36)

اس مختصر مگر جامع حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حیا کی اہمیت بیان فرمائی ہے۔ حیا صرف لباس یا گفتگو تک محدود نہیں بلکہ دل کی وہ کیفیت ہے جو انسان کو بُرے کاموں سے روکتی اور نیکی کی طرف راغب کرتی ہے۔ جس شخص میں حیا ہوتی ہے، وہ اللہ سے بھی شرماتا ہے اور لوگوں کے حقوق کا بھی خیال رکھتا ہے، اسی لیے حیا کو ایمان کا حصہ قرار دیا گیا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

اَلْاِیْمَانُ بِضْعٌ وَّسَبْعُوْنَ شُعْبَةً؛ وَالْحَیَاءُ شُعْبَةٌ مِنَ الْاِیْمَانِ

(مسلم فی کتاب الإیمان باب بیان عدد شعب الإیمان)

یعنی ایمان کی ستّر سے کچھ زیادہ شاخیں ہیں اور حیا بھی ایمان کی ایک شاخ ہے۔

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دوزخیوں کے دو گروہ ایسے ہیں کہ ان جیسا مَیں نے کسی گروہ کو نہیں دیکھا ایک وہ جن کے پاس بیل کی دُموں کی طرح کوڑے ہوتے ہیں جن سے وہ لوگوں کو مارتے پھرتے ہیں اور دوسرے وہ عورتیں جو کپڑے تو پہنتی ہیں لیکن حقیقت میں وہ ننگی ہوتی ہیں (ناز سے لچکیلی چال چلتی ہیں) لوگوں کو اپنی طرف مائل کرنے کے لئے جتن کرتی پھرتی ہیں اور خود بھی مائل ہوتی ہیں۔ بختی اونٹوں کی لچکدار کوہانوں کی طرح ان کے سر ہوتے ہیں ان میں سے کوئی جنت میں داخل نہ ہوگی اور اس کی خوشبو تک نہ پائے گی حالانکہ اس کی خوشبو دُور کے فاصلے سے بھی آسکتی ہے۔

(مسلم کتاب اللباس باب النساء الکاسیات العاریات)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ

"ہر دین کا ایک خاص خُلق ہوتا ہے اور اسلام کا خُلق حیا ہے۔"

(مؤطا امام مالك، كتاب حسن الخلق، باب ماجاء في الحياء، حدیث نمبر: 9)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک روایت سنن الترمذی سے لی گئی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"حیا ایمان میں سے ہے اور ایمان جنت میں ہے۔"

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جس طرح حیا سے متعلق افرادِ معاشرہ کی تربیت کی تھی اس کی ایک جھلک اس واقعے میں نظر آتی ہے کہ جب ایک جنگ میں ایک صحابیہؓ جن کے بیٹے شہید ہوگئے تھے اور وہ ان کی تلاش میں نکلی تھیں اس وقت بھی انہوں نے پردہ کیا ہوا تھا تو کسی نے ان کے پردے کے متعلق ان سے پوچھا اور انہوں نے جو جواب دیا تھا۔ روایت میں آتا ہے کہ: اُمّ خلادؓ کے بیٹے جنگ میں شہید ہوگئے، یہ اپنے بیٹوں کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کے لیے نقاب ڈالے بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوئیں تو اس پر کسی نے حیرت سے کہا: اس وقت بھی باپردہ ہیں! کہنے لگیں: مَیں نے بیٹا کھویا ہے، حیا نہیں کھوئی۔

(ابوداؤد: 2490)

اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم میں کئی ایک مقامات پر خواتین کو پردہ کی نصیحت فرمائی ہے۔ ایک آیتِ مبارکہ میں پردہ سے متعلق اِن الفاظ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم ہوا کہ

یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَبَنٰتِكَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِیْنَ یُدْنِیْنَ عَلَیْهِنَّ مِنْ جَلَابِیْبِهِنَّ ؕ (الاحزاب: 60)

کہ اے نبی! اپنی بیویوں اور اپنی بیٹیوں اور مؤمنوں کی بیویوں سے کہہ دے کہ (جب وہ باہر نکلیں تو) چادروں کو اپنے اوپر لپیٹ کر نکلیں۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

"اسلام نے جو یہ حکم دیا ہے کہ مرد عورت سے اور عورت مرد سے پردہ کرے اس سے غرض یہ ہے کہ نفسِ انسانی پھسلنے اور ٹھوکر کھانے کی حد سے بچا رہے۔ کیونکہ ابتداء میں اس کی یہی حالت ہوتی ہے کہ وہ بدیوں کی طرف جھکا پڑتا ہے اور ذرا سی بھی تحریک ہو تو بدی پر ایسے گرتا ہے جیسے کئی دنوں کا بھوکا آدمی کسی لذیذ کھانے پر۔ یہ انسان کا فرض ہے کہ اس کی اصلاح کرے... یہ ہے سِرّ اسلامی پردہ کا اور مَیں نے خصوصیت سے اسے ان مسلمانوں کے لئے بیان کیا ہے جن کو اسلام کے احکام اور حقیقت کی خبر نہیں۔"

(تفسیر حضرت مسیح موعود علیہ السلام جلد سوم صفحہ 443)

بے پردگی کے بارے میں حضرت اقدس مسیح موعودؑ بیان فرماتے ہیں:

"آجکل پردہ پر حملے کئے جاتے ہیں، لیکن یہ لوگ نہیں جانتے کہ اسلامی پردہ سے مراد زنداں نہیں، بلکہ ایک قسم کی روک ہے کہ غیر مرد اور عورت ایک دوسرے کو نہ دیکھ سکے۔ جب پردہ ہو گا ٹھوکر سے بچیں گے۔"

(ملفوظات جلد اول صفحہ 21-22، ایڈیشن 2003ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے حیا کو ایمان کا جزو قرار دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

"پھر اپنے آپ کو باحیا بنانا ہے کیونکہ یہ بھی ایمان کا حصّہ ہے۔ حیا بھی ایمان کا حصّہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے عورت کو جس طرح اپنے آپ کو ڈھانپنے کا حکم دیا ہے اس طرح احتیاط سے ڈھانپ کر رکھنا چاہئے۔ زینت ظاہر نہ ہو۔ حیا کا تصوّر ہر قوم میں اور ہر مذہب میں پایا جاتا ہے۔ آج مغرب میں جو بے حیائی پھیل رہی ہے اس سے کسی احمدی لڑکی کو کسی احمدی بچی کو کبھی متاثر نہیں ہونا چاہئے۔ آزادی کے نام پر بے حیائیاں ہیں، لباس، فیشن کے نام پر بے حیائیاں ہیں۔ اسلام عورت کو باہر پھرنے اور کام کرنے سے نہیں روکتا۔ اُس کو اجازت ہے لیکن بعض شرائط کے ساتھ کہ تمہاری زینت ظاہر نہ ہو۔ بے حجابی نہ ہو۔ مرد اور عورت کے درمیان ایک حجاب رہنا چاہئے..... عورت کی فطرت میں جو اللہ تعالیٰ نے حیا رکھی ہے ایک احمدی عورت کو اُسے اور چمکانا چاہئے، اُسے اور نکھارنا چاہئے، پہلے سے بڑھ کر باحیا ہونا چاہئے۔ ہمیں تو اللہ تعالیٰ نے تعلیم بھی بڑی واضح دے دی ہے اس لئے بغیر کسی شرم کے اپنی حیا اور حجاب کی طرف ہر احمدی عورت کو ہر احمدی بچی کو ہر احمدی لڑکی کو توجہ دینی چاہئے۔"

(خطاب بر موقع سالانہ اجتماع لجنہ اماء اللہ یوکے 20 نومبر 2005ء)

مہمان نوازی

سامعین! مہمان نوازی ایمان کی علامت ہے اور تمام انبیاءِ کی سنت ہے، قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی مہمان نوازی کا تذکرہ اِن الفاظ میں فرمایا ہے۔

وَلَقَدْ جَآءَتْ رُسُلُنَآ اِبْرٰهِيْمَ بِالْبُشْرٰى قَالُوْا سَلٰمًا ؕ قَالَ سَلٰمٌ فَمَا لَبِثَ اَنْ جَآءَ بِعِجْلٍ حَنِيْذٍ (ھود:70)

کہ یقیناً ابراہیم کے پاس ہمارے بھیجے ہوئے خوشخبری لے کر آئے۔ انہوں نے سلام کہا۔ اس نے بھی کہا سلام اور ذرا دیر نہ کی کہ ان کے پاس ایک بُھنا ہوا بچھڑا لے آیا۔ مہمان کی خاطر مدارات کرنا اور اپنے وسائل کے لحاظ سے بہترین خاطر تواضع کرنا اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہت پسندیدہ ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تو نبوت سے پہلے ہی اس خوبی سے اتنے زیادہ متّصف تھے کہ یہ آپ کا امتیازی نشان تھا۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"جو شخص اللہ تعالیٰ اور یوم آخرت پر ایمان لاتا ہے تو اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ مہمان کی عزت کرے۔"

(سنن ابوداؤد کتاب الاطعمہ)

آپؐ نے فرمایا کہ پہلے دن تم مہمان کی خوب خاطر کرو، اچھی طرح مہمان نوازی کرو اور تین دن تک عام مہمان نوازی بھی ہونی چاہئے کیونکہ یہ مہمان کا حق ہے اور فرمایا کہ اگر تمہیں اللہ اور یوم آخرت پر ایمان ہے تو پھر مہمان کی عزت و تکریم کرو۔

(سنن ابی داؤد کتاب الاطعمة باب ما جاء فی الضیافة حدیث 3748)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰة والسلام مہمانوں سے بہت شفقت اور مہربانی فرماتے۔ آپ نے ایک دفعہ نصیحت کے رنگ میں بہت دلچسپ اور سبق آموز قصّہ سناتے ہوئے فرمایا۔

”ایک دفعہ ایک شخص کو جنگل سے گزرتے گزرتے رات پڑ گئی اور وہ ایک درخت کے نیچے بیٹھ گیا سردی کا موسم تھا، نہ کھانے کو کچھ، نہ جسم گرم کرنے کو آگ تھی درخت کے اوپر دو نر اور مادہ پرندوں نے گھونسلہ بنایا ہوا تھا۔ انہوں نے ایک دوسرے سے کہا کہ یہ شخص آج ہمارا مہمان ہے۔ اسے آرام پہنچانا چاہئے۔ انہوں نے اپنا گھونسلہ نیچے گرا دیا تاکہ وہ آگ جلا سکے۔ اس کے بعد انہوں نے سوچا کہ اسے بھوک لگی ہوئی ہو گی تو انہوں نے اپنے آپ کو نیچے گرا دیا تاکہ وہ ان دونوں کو بھون کر کھا سکے۔“

آپؑ فرماتے ہیں کہ

”دیکھو! ان پرندوں نے اپنا سامان بھی دے دیا اور اپنی جانیں بھی قربان کر دیں تاکہ اپنے مہمان کو آرام پہنچا دیں اسی طرح ہم کو بھی اپنے مہمان کی خاطر کرنی چاہئے۔“

(الحکم 14/ نومبر 1936ء)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام مہمان کے بارے میں فرماتے ہیں کہ:

” مہمان کا دل شیشے کی طرح ہوتا ہے ذرا سی ٹھوکر لگنے سے ٹوٹ جاتا ہے۔ اس لئے بہت خیال رکھا کرو۔ “

(ماخوذ از ملفوظات جلد سوم صفحہ 292 جدید ایڈیشن مطبوعہ ربوہ)

آپ علیہ السلام بھی اپنے آقا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے مہمان نوازی کیا کرتے تھے۔ ہمیں تاریخ میں آپ علیہ السلام کی مہمان نوازی کے بارے میں بے شمار واقعات ملتے ہیں۔ یہاں ایک چھوٹا سا واقعہ بیان کر دیتا ہوں کہ حضور علیہ السلام کو مہمان کا کتنا خیال ہوتا تھا۔ حضرت مولوی عبدالکریم صاحب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ چار برس کا عرصہ گزرتا ہے کہ آپؑ کے گھر کے لوگ لدھیانہ گئے ہوئے تھے۔ جون کا مہینہ تھا اور اندر مکان نیا نیا بنا تھا۔ مَیں دوپہر کے وقت وہاں چارپائی بچھی ہوئی تھی اس پر لیٹ گیا حضرت صاحب ٹہل رہے تھے مَیں ایک دفعہ جاگا تو آپؑ فرش پر میری چارپائی کے نیچے لیٹے ہوئے تھے۔ مَیں ادب سے گھبرا کر اٹھ بیٹھا۔ آپؑ نے بڑی محبت سے پوچھا آپ کیوں اٹھے ہیں؟۔ مَیں نے عرض کیا آپؑ نیچے لیٹے ہوئے ہیں۔ مَیں اوپر کیسے سو رہوں۔ مسکرا کر فرمایا مَیں تو آپ کا پہرہ دے رہا تھا کہ لڑکے شور کرتے تھے انہیں روکتا تھا کہ آپ کی نیند میں خلل نہ آوے۔

(سیرت حضرت مسیح موعودؑ مؤلفہ حضرت مولانا عبدالکریم صاحبؓ صفحہ 40۔)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

” پس مہمان نوازی بھی ایک اعلیٰ خلق ہے جس کا بدلہ اللہ تعالیٰ آخرت میں بھی دیتا ہے ویسے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ چھوٹی سے چھوٹی نیکی بھی جو تم کرتے ہو اس کا اجر پاؤ گے۔ لیکن یہ نیکی ایسی ہے کہ جب خوش دلی سے کی جائے، اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے کی جائے تو اللہ تعالیٰ کی رضا کو کھینچنے والی بنتی ہے اور ایمان میں مضبوطی کا باعث بنتی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مہمان نوازی ایک تو مہمان نوازی کے جذبہ سے ہوتی تھی لیکن ایک یہ بھی مقصد ہوتا تھا کہ اگر کوئی کافر مہمان یا دوسرے کسی مذہب کا مہمان ہے تو وہ آپؐ کے اعلیٰ اخلاق اور مہمان نوازی دیکھ کر یہ سوچے کہ جس تعلیم کے یہ علمبردار ہیں، جس تعلیم کے یہ پھیلانے والے ہیں یہ اسی تعلیم کا اثر ہو گا کہ اتنے اعلیٰ اخلاق کا مظاہرہ ہو رہا ہے اور یوں اس مہمان کو اللہ تعالیٰ کے دین کی طرف توجہ پیدا ہوتی ہے۔ اور آپؐ یہ مہمان نوازی کرتے بھی اس لئے تھے کہ اللہ تعالیٰ کے دین کی طرف توجہ پیدا ہو تاکہ اس کی دنیا کے ساتھ ساتھ عاقبت سنور جائے۔ پس آپؐ کی مہمان نوازی صرف ظاہری خوراک کے لئے نہیں

ہوتی تھی جس سے مہمان کی ظاہری بھوک مٹے بلکہ روحانی خوراک مہیا کرنے کے لئے بھی ہوتی تھی تاکہ اس کی آخرت کی زندگی کے بھی سامان ہوں اور یہی تعلیم آپؐ نے اپنے ماننے والوں کو دی کہ تمہارے ہر کام کے پیچھے خدا تعالیٰ کی رضا ہونی چاہئے۔“

(خطبہ جمعہ 17/جولائی 2009ء)

عفت و پاکدامنی

سامعین! اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ؕ ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا يَصْنَعُوْنَ (النور: 31)

یعنی مومنوں کو کہہ دے کہ اپنی آنکھیں نیچی رکھا کریں اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کیا کریں۔ یہ بات ان کے لئے زیادہ پاکیزگی کا موجب ہے۔ یقیناً اللہ، جو وہ کرتے ہیں، اس سے ہمیشہ باخبر رہتا ہے۔

اسلامی نقطۂ نظر سے عفّت اور پاکدامنی ایک اخلاقی پسندیدہ صفت اور ایمان کا حصّہ ہے کیونکہ اِس کی وجہ سے انسان بہت سی بُرائیوں سے بچتا ہے۔ قرآن کریم نے سورہ قصص میں حضرت شعیب علیہ السلام کی بیٹیوں کی شرم و حیا اور عفت و پاک دامنی کو ایک مجسّم صورت اور بہترین نمونے کے طور پر پیش کیا ہے، جس سے یہ بھی صاف معلوم ہوتا ہے کہ صلحاو شرفا کے معاشرے میں عفت و پاک دامنی کا کلچر ہمیشہ رہا ہے، جس میں اجنبی مردوں کے ساتھ عورتوں کا اختلاط ہرگز قابل قبول نہیں رہا، جب وہ دو لڑکیاں اپنی بکریوں کو پانی پلانے کے لیے گئیں تو ہجوم کی وجہ سے ایک طرف الگ کھڑی ہو گئیں اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پوچھنے پر وجہ یہی بتائی کہ مردوں کا ہجوم ہے، ہم اپنے جانوروں کو پانی اُسی وقت پلائیں گی جب یہ لوگ فارغ ہو کر چلے جائیں گے۔ پھر جب ان میں سے ایک حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بلانے کے لیے آئیں تو اس وقت بھی اس کی چال ڈھال، عفّت و پاک دامنی، شائستگی اور میانہ روی کا حسین مظہر تھی۔ اللہ تعالیٰ کو اُن کا یہ شرمیلا پن اتنا پسند آیا کہ اس کا تذکرہ بھی نہایت دلکش اسلوب میں فرمایا کہ

فَجَآءَتْهُ اِحْدٰىهُمَا تَمْشِيْ عَلَى اسْتِحْيَآءٍ (القصص: 26)

یعنی پس ان دونوں میں سے ایک اس کے پاس حیا سے لجاتی ہوئی آئی۔

اسلام نے اِسی لیے خواتین کو باپردہ رہنے کا حکم دیا کیونکہ باپردہ زندگی گزارنے سے ہی معاشرہ میں حیا و عفّت اور امن و سکون باقی رہتا اور اچھے اثرات مرتّب ہوتے ہیں۔ اِس کے برعکس بے پردگی سے معاشرہ میں جتنے مفاسد اور برائیاں جنم لیتی ہیں ان کو شمار میں لانا مشکل ہے۔ بے پردگی ہی بعض اوقات مردوں کی بد نظری اور حیا سوزی کا باعث بنتی ہے جس سے گناہوں کا لامتناہی سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔

عفت و پاک دامنی گھروں کو مضبوط بناتی ہے، انسان کو معزز اور معتبر بنا دیتی ہے۔ عفت و پاک دامنی کی وجہ سے انسان کے قول و فعل میں حسن و جمال پیدا ہوتا ہے۔ عفّت و پاک دامنی کا پیکر انسان مخلوق کی نظر میں بھی پرکشش بن جاتا ہے اور پروردگار عالم کے ہاں بھی مقبول و محبوب ہوتا ہے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص مجھے اپنی زبان اور شرمگاہ کی حفاظت کی ضمانت دیتا ہے مَیں اُس کو جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔

(صحیح بخاری کتاب الرقاق، باب حفظ اللسان)

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”سات بندے ایسے ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ اُس دن اپنے عرشِ مبارک کا سایہ نصیب فرمائے گا جس دن کوئی سایہ نہ ہوگا۔ اِن سات بندوں میں سے ایک بندہ وہ ہے جسے کوئی حسب و نسب والی خوبصورت عورت بُرائی کی دعوت دے اور وہ انکار کر دے اور کہے۔ مَیں اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈرتا ہوں۔“

(صحیح بخاری کتاب الاذان)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ نے ابنِ آدم کے لیے جو اس کا حصّہ زنا سے ہے، لکھ دیا ہے جس کو وہ ضرور پالے گا۔ آنکھ کا زنا نظر ہے اور زبان کا زنا بولنا ہے اور نفس بھی آرزو کرتا ہے اور خواہش رکھتا ہے اور شرمگاہ ان سب کو سچا کرتی ہے یا جھٹلاتی ہے۔

(بخاری کتاب الاستئذان باب زِنَا الْجَوَارِحِ دُونَ الْفَرْجِ)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ

"قرآن شریف نے جو کہ انسان کی فطرت کے تقاضوں اور کمزوریوں کو مدّ نظر رکھ کر حسبِ حال تعلیم دیتا ہے کیا عمدہ مسلک اختیار کیا ہے۔ قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ؕ ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا يَصْنَعُوْنَ (النور:31) کہ تُو ایمان والوں کو کہہ دے کہ وہ اپنی نگاہوں کو نیچا رکھیں اور اپنے سوراخوں کی حفاظت کریں۔ یہ وہ عمل ہے جس سے ان کے نفوس کا تزکیہ ہوگا۔ فروج سے مراد صرف شرمگاہ ہی نہیں بلکہ ہر ایک سوراخ جس میں کان وغیرہ بھی شامل ہیں اور ان میں اس امر کی مخالفت کی گئی ہے کہ غیر محرم عورت کا راگ وغیرہ سنا جاوے۔ پھر یاد رکھو کہ ہزار در ہزار تجارب سے یہ بات ثابت شدہ ہے کہ جن باتوں سے اللہ تعالیٰ روکتا ہے آخر کار انسان کو ان سے رکنا ہی پڑتا ہے۔"

(ملفوظات جلد 7 صفحہ 135)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے مجلس خدام الاحمدیہ برطانیہ کے اجتماع کے موقع پر خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ

"اپنی عفّت و حیا کو قائم رکھنا صرف ایک عورت ہی کا کام نہیں ہے بلکہ مَردوں پر بھی فرض ہے۔ اپنی عفّت کی حفاظت کرنے کا صرف یہ مطلب نہیں کہ ایک شخص شادی شدہ زندگی سے باہر ناجائز جنسی تعلقات سے بچتا رہے بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمیں اس کا یہ مطلب سکھایا ہے کہ ایک مومن ہمیشہ اپنی آنکھیں اور اپنے کان ہر اُس چیز سے پاک رکھے جو نامناسب ہے اور اخلاق طور پر بُری ہے۔ جیسا کہ مَیں نے بیان کیا ہے ایک چیز جو انتہائی بیہودہ ہے وہ پورنوگرافی (pornography) ہے۔ اسے دیکھنا اپنی آنکھوں اور کانوں کی عفّت اور پاکیزگی کو کھو دینے کے مترادف ہے۔"

(خطاب بر موقع نیشنل اجتماع خدام الاحمدیہ یوکے 26 ستمبر 2016ء)

اللہ تعالیٰ ہمیں ایمان کے اعلیٰ مدارج کے مطابق زندگی گزارنے کی توفیق دے۔ آمین

(بتعاون: مسز عائشہ چوہدری۔ جرمنی)